سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۷۱

دستکِ آہ و فغاں

بابِ رحمت پر ترے اے شاہِ جاں
دے رہا ہوں دستکِ آہ و فغاں

عارف باللہ حضرتِ اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: دستکِ آہ وفغاں

نامِ واعظ: عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب

دام ظلالهم علینا الی مأة و عشرین سنة

تاریخِ وعظ: ۲۳/ذیقعدہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۸/جولائی ۱۹۸۸ء بروز جمعہ

وقت: دوپہر بارہ بجے

مقام: مسجدِ اشرف واقع خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال۔۲ کراچی

موضوع: قبولیتِ دعا کی صورتیں

مرتب: یکے از خدام حضرت والا مدظلہم العالی (سید عشرت جمیل میر صاحب)

کمپوزنگ: سید عظیم الحق ا۔ جے ۶۷/۳، مسلم لیگ ہاؤس، ناظم آباد نمبر۔ا ۶۶۸۹۳۰۰

اشاعت اوّل: رجب ۱۴۲۹ھ

تعداد: ۲۲۰۰

ناشر: کُتب خانہ مَظہَری

گلشن اقبال-۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

فہرست

عنوان	صفحہ
قبولیتِ دعا کی صورتیں	۵
طلبِ خدا میں نامرادی نہیں	۸
دعا کسی صورت میں رد نہیں ہوتی	۹
روحانی ناسور کا علاج	۱۱
خدا سے بڑھ کر کوئی باوفا نہیں	۱۲
دعا کی کرامت	۱۳
اللہ والے کون لوگ ہیں؟	۱۶
کافروں کی ایک علامت	۱۸
زندگی والے سانس کون سے ہیں؟	۱۹
گناہوں سے دوری ذریعۂ حضوری ہے	۲۱
پانچ قسم کی دعائیں رد نہیں ہوتیں	۲۲
ظلم کرنے سے بچنا فرض ہے	۲۳
عورتوں کا جہاد کیا ہے؟	۲۴
فرض حج نہ کرنے پر وعید	۲۶
کون سی دعا جلد قبول ہوتی ہے؟	۲۷
جمعہ کی سات سنتیں	۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دستک آہ وفغاں

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَّدْعُوْا بِدَعْوَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا اِثْم وَّلاَ قَطِیْعَۃُ رَحْمٍ اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ بِھَا اِحْدٰی ثَلٰثٍ اِمَّا اَنْ یُّعَجِّلَ لَہٗ دَعْوَتَہٗ وَ اِمَّا اَنْ یَّدَّخِرَھَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِمَّا اَنْ یَّصْرِفَ عَنْہُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلِھَا قَالُوْا اذاً نُکْثِرُ قَالَ اللّٰہُ اَکْثَرُ (مشکوۃ، کتاب الدعوات، ص:۱۹۶)

قبولیت دعا کی صورتیں

بعض لوگ شروع میں تو خوب خشوع وخضوع سے دعا کرتے ہیں لیکن کچھ دن کے بعد ان کے دل میں دعا کی قبولیت کے سلسلہ میں وسوسے آنے لگتے ہیں کہ معلوم نہیں ہماری دعا قبول ہوئی یا نہیں، اس لیے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ دعا کی قبولیت کی بہت سی صورتیں ہیں، اگر ان کا علم نہیں ہوگا تو شیطان کے داؤ پیچ تم پر کارگر ہوجائیں گے اور شیطان تمہیں مایوس کردے گا، پہلی صورت تو یہ ہے کہ بندہ جو دعا مانگے اللہ تعالیٰ اس کو وہی دے دیں یعنی جو چیز اس نے مانگی وہی چیز اللہ تعالیٰ نے اس کو دے دی، ایک صورت تو یہ ہے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز ہم مانگتے ہیں وہ ہمارے لیے مفید نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کو ہمارے لیے آخرت میں ذخیرہ بنا دیتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ہماری جو دعائیں دنیا میں قبول نہیں ہوئیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان پر اتنا زیادہ اجر عطا کریں گے، ان کا اتنا زیادہ بدلہ دیں گے کہ مومن یہ کہے گا کہ کاش دنیا میں

میری کوئی دعا قبول ہی نہ ہوتی، لہٰذا دوسری صورت دعا کی قبولیت کی یہ ہے کہ اس کا اجر آخرت میں ملے گا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں کوئی بلا ٹال دیتے ہیں، اس کے علاوہ دوسری روایات میں اور بھی صورتیں ہیں مثلاً بعض بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت اونچا درجہ لکھا ہوا ہے لیکن وہ اپنے عمل میں کمی کی وجہ سے اس درجہ کو حاصل نہیں کر سکتے تو اللہ تعالیٰ ان کی جان میں، مال میں یا اولاد میں کوئی آزمائش دیتے ہیں اور پھر اس پر صبر کی طاقت بھی دے دیتے ہیں یہاں تک کہ اس بلا اور مصیبت کی وجہ سے وہ بندہ اس بڑے درجہ کو پالیتا ہے، لہٰذا مومن کو چاہیے کہ کسی صورت میں مصیبت سے نہ گھبرائے، اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگے، مصیبت سے نجات تو مانگے لیکن اس کو اپنے لیے مفید سمجھے، اگر دعا بظاہر قبول نہ ہو تو بھی اللہ سے مانگتا رہے، دعا مانگنا خود بہت بڑا انعام ہے، اگر کسی کو مصیبت میں خدا سے تعلق زیادہ بڑھ جائے اور اللہ والوں کے پاس جانے کی توفیق ہو جائے، ان سے دعا کرا رہا ہو، اللہ سے دو رکعات صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر مانگ رہا ہو اور اُس مصیبت کی وجہ سے بہت سے گناہ چھوٹ گئے ہوں تو جو مصیبت اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑ دے، جو مصیبت غفلت کے پردوں کو چاک کر دے وہ مصیبت نہیں نعمت ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو کسی سے محبت تھی، وہ اس کی یاد میں دن رات رویا کرتا تھا، ایک دفعہ آدھی رات کو رو رہا تھا، علاقہ کا تھانیدار گھوڑے پر گشت کرنے نکلا کہ شہر میں چوری ڈاکے زیادہ ہو رہے ہیں ذرا گشت کرلوں تو اس نے دیکھا کہ ایک پاگل بال بکھرائے ہوئے رو رہا ہے، وہ سمجھا کہ شاید یہی چور ہے، جو آدھی رات کو یقیناً کہیں ڈاکہ مارنے کا پروگرام بنا رہا ہے لہٰذا اس نے بید سے اسے مارنا شروع کر دیا، اب عاشق صاحب نے شور

مچایا کہ تھانیدار صاحب مجھے بتاؤ تو کہ میرا قصور کیا ہے؟ تھانیدار نے کہا کہ کوئی قصور ہو یا نہ ہو، یہ آدھی رات کو ٹہلنا ہی قصور ہے، یہ وقت انسان کے آرام کا ہے نہ کہ سڑکوں پر ٹہلنے کا۔ یہ کہہ کر تھانیدار نے پھر پٹائی شروع کردی تو وہ پٹائی کے ڈر سے بھاگتے بھاگتے شہر کے باہر ایک باغ کی چار دیواری میں کود پڑا، جب وہ باغ میں کودا تو اس کو اپنا محبوب مل گیا جس کے لیے وہ روتا پھر رہا تھا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ وہ تھانیدار اور اس کے ڈنڈوں کو بار بار دعائیں دے رہا تھا کہ اگر تھانیدار کا ہاتھ مل جائے تو میں اس کے ہاتھ کو بوسہ دوں کہ تیرا ہاتھ اور تیرا ڈنڈا مبارک ہے جس نے مجھے میرے محبوب سے ملا دیا۔ مولانا کے قصے بڑے لذیذ ہوتے ہیں مگر وہ سبق بھی زبردست دیتے ہیں، قصہ کچھ ہوتا ہے اور سبق کچھ۔

اس قصہ سے مولانا یہ سبق دیتے ہیں کہ اگر کوئی مصیبت ہمیں اللہ تعالیٰ سے جوڑ دے اور اس کی وجہ سے ہم گناہ چھوڑ دیں تو وہ مصیبت نعمت ہے۔ مصیبت میں کسی کا گناہ کرنے کو دل نہیں چاہتا، ایک ہاسپٹل میں نظر بازی کے مریض کا آپریشن تجویز ہوا تھا، آپریشن روم میں سب ڈاکٹر نشتر لیے کھڑے تھے، بے ہوش کرنے سے پہلے کسی نے کہا کہ آپ کو تو حسینوں کو دیکھنے کا بہت شوق ہے، یہ نرس جو کھڑی ہے جاتے جاتے ایک نظر اس کو دیکھ لو، پھر پتہ نہیں کیا ہوگا، مروگے یا جیوگے، اِس پر اُس نے اِتنی زور سے ڈانٹا کہ لعنت ہو تجھ پر، تو اِس وقت مجھے گناہ کی طرف متوجہ کر رہا ہے جبکہ میں ایک مصیبت میں مبتلا ہوں، ارے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس بلا سے نجات دے، میرا پیٹ پھاڑا جا رہا ہے، معلوم نہیں کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔ تو بلا اور مصیبت میں بڑے بڑے گنہگاروں کا گناہ کا خناس ناک کے راستہ نکل جاتا ہے، یہ گناہ کی مستیاں آرام اور سکھ کی ہیں، خدا جو ہمیں آرام سے رکھے ہوئے ہے تو کیا اس آرام کا شکر یہ ہے کہ ہم گناہ کی طرف جائیں؟ جب بلاؤں اور مصیبتوں میں گھرتے ہیں تب رونا آتا

ہے پھر بزرگوں کے پاس جاتے ہیں، اُن سے دعائیں کراتے ہیں اور خود بھی دو دو رکعتیں پڑھ کر سجدے میں روتے ہیں اور جب چین، سکھ اور آرام مل جاتا ہے تو نفس پھر اپنی شرارتیں شروع کر دیتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مصیبت ہمیں خدا سے قریب کر دے تو وہ مصیبت نہیں بہت بڑی نعمت ہے اور جو نعمت ہمیں خدا سے دور کر دے وہ نعمت نہیں مصیبت ہے مثلاً ایک غریب آدمی جو ہر وقت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر روتا تھا، اچانک اسے کہیں سے ایک کروڑ روپیہ مل گیا، اب اس نے بنگلہ بنایا اور وی سی آر، ٹیلی ویژن، ننگی فلموں اور بدمعاشیوں میں مست ہو گیا، تو اس دولت نے اس کو دولات ماردی اور یہ عاشق لات ومنات ہو گیا، غیر اللہ میں پھنس گیا۔ تو یہ دولت اس کے لیے نعمت نہیں مصیبت ہے۔ اور جس مصیبت میں اللہ یاد آجائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کی توفیق ہو جائے تو وہ مصیبت نعمت ہے۔ اس لیے دوستو! مصیبت میں گھبرانا نہیں چاہیے، دعا مانگ کر قبولیت کی امید رکھنی چاہیے، خود دعا کو مقصد عبادت اور مغز عبادت فرمایا گیا ہے، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دعا مغز عبادت ہے لہٰذا دعا مانگے جائے اور قبولیت کی اُمید رکھے۔ اِن شاء اللہ مصیبت ٹل جائے گی۔

طلب خدا میں نامرادی نہیں

لیکن اگر کسی کو ایسا ناسور لگ گیا جو اچھا نہیں ہوتا تو کوئی خودکشی نہیں کر لیتا، اسی طرح روحانی بیماریوں میں بعض کو ایسا مرض لگ جاتا ہے کہ گناہ نہیں چھوٹتے، کوشش کرتا ہے، توبہ کرتا ہے، روتا ہے، بزرگوں سے دعا بھی کراتا ہے، جتنے نسخے ہیں سب استعمال کرتا ہے، پھر بھی اس کو کسی گناہ کی ایسی عادت پڑ گئی کہ اس سے وہ گناہ ہو جاتا ہے، تو وہ کیا کرے؟ خودکشی کر لے؟ نہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں پڑا رہے، دعا مانگتا رہے، اپنی اصلاح کی فکر کرتا رہے، بزرگوں

کے پاس اپنی اصلاح کے لیے آتا جاتا رہے، ان شاء اللہ مرنے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ اس کو پاک فرمادیں گے اور غیر اللہ کے تمام تعلقات پر اللہ تعالیٰ اپنی محبت کو غالب کردیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کے آہ و نالوں کو، کسی کی محنتوں کو رائیگاں نہیں فرماتے، دنیا میں نامرادیاں ہوسکتی ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی طلب میں نامرادی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کسی کی دعا کو رد نہیں فرماتے۔

دعا کسی صورت میں رد نہیں ہوتی

لیکن قبولیت دعا کی صورتیں نہ جاننے سے بعض اوقات بڑا دھوکا ہوجاتا ہے، آدمی کو شکایت ہوجاتی ہے کہ ہماری دعا اتنے دن سے قبول نہیں ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کبھی تو وہی چیز مل جاتی ہے جو تم مانگتے ہو اور کبھی وہ تو نہیں ملتی لیکن آخرت میں تمہیں اس کا بدلہ دیا جائے گا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دنیا میں اس چیز کا ملنا اللہ کے نزدیک تمہارے لیے نقصان دہ ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دعا کی برکت سے کوئی بڑی مصیبت یا بلا ٹال دی جاتی ہے۔ جب صحابہ نے یہ بات سنی کہ دعاؤں کے قبول ہونے کی اتنی قسمیں ہیں اور کسی صورت میں دعا رد نہیں ہوتی، یا تو دنیا میں مل جائے گی یا آخرت میں اس کا بدلہ مل جائے گا یا کوئی بلا دور ہوجائے گی یعنی دعا ہر صورت میں قبول ہوگی تو صحابہ نے کہا:

﴿اِذًا نُکْثِرُ﴾

اَکْثَرَ یُکْثِرُ کا جمع متکلم نُکْثِرُ ہے یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب تو ہم خوب دعا مانگیں گے، دعا میں خوب کثرت کریں گے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اَللّٰہُ اَکْثَرُ﴾

اللہ سے تم جتنا زیادہ مانگو گے اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ دینے والا ہے، تمہارے مانگنے کی تعداد سے خدا کے دینے کی تعداد زیادہ ہے، جیسے کوئی دنیا کے

کریم شخص سے ایک بوتل شہد مانگنے گیا اس نے دومن کی مشک دے دی، اس شخص نے کہا کہ حضور میں نے تو ایک ہی ایک بوتل مانگی تھی، آپ نے مشک بھر کر دے دی، اس کریم نے کہا کہ تم نے اپنے ظرف کے مطابق مانگا تھا، میں نے اپنے ظرف کے مطابق دیا، میری سخاوت کا تقاضہ یہ تھا کہ میں پوری مشک دے دوں۔ معلوم ہوا کہ بندے اپنی حیثیت کے مطابق مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی شانِ کرم کے مطابق دیتے ہیں ؎

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں

دوستو! زمین وآسمان کے خزانے سب ہمارے لیے ہیں:

﴿وَ لِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضِ﴾

تمام خزانوں کا مالک اللہ ہے مگر اپنے خزانوں سے بے نیاز ہے، وہ خزانے اپنے بندوں کے لیے بنائے ہیں۔ اس کے برعکس دنیا کے بادشاہ اپنے خزانوں کے محتاج ہیں، اس لیے وہ پوری سخاوت نہیں کرسکتے کہ اگر سارا مال لوگوں پر خرچ کردیا تو ہمارا خاندان کہاں جائے گا اور ہمارے عیش کا کیا بنے گا، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے تمام خزانوں سے بے نیاز ہیں، لہٰذا سارے خزانے ہمارے لیے ہیں، مانگنے کی ہمارے اندر کوتاہی ہے۔

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں آتا کہ میں نے کوئی دعا دل سے مانگی ہو اور اللہ نے اسے قبول نہ کیا ہو اور جو قبول نہیں ہوئی تو اس میں ہماری طرف سے مانگنے میں کوتاہی ہوئی، مانگنے کا بھی تو ڈھنگ ہوتا ہے، درد بھرے دل اور اشک بار آنکھوں سے مانگنے سے کام بنتا ہے لہٰذا ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے، اگر کسی کو کوئی جسمانی بیماری ہے، ڈاکٹر مایوس ہوگئے کہ ہمارے پاس علاج نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ آج سے پچیس تیس سال پہلے ایک مریض

نے مجھ سے کہا کہ میرا ایک مرض ناسور کی شکل اختیار کر گیا ہے، ڈاکٹر کہتے ہیں کہ یہ اچھا نہیں ہوگا، آپریشن ہوا تو دوبارہ ناسور ہو جائے گا، میں نے کہا کہ مخلوق جانے تو مایوس کر دیا مگر خالق نے تو مایوس نہیں کیا، زمین والوں نے تم کو مایوس کیا ہے، آسمان والے نے تو ناامید نہیں کیا، روزانہ تین دفعہ دو رکعات صلوٰۃ الحاجت پڑھو اور اللہ سے گڑگڑا کر مانگو، اُس نے خوب مانگا، سجدہ گاہ کو آنسوؤں سے تر کر دیا، دو تین مہینے کے بعد ہنستا ہوا آیا کہ بیماری بلا کسی دواء کے دور ہو گئی، دوا کرنا فرض نہیں ہے لہٰذا اگر ڈاکٹر مایوس کر دیں کہ ہمارے پاس اس بیماری کا علاج نہیں ہے تو اللہ سے روئے ؎

مرضِ لا دوا کا وہی ہے حکیم

روحانی ناسور کا علاج

اسی طرح روحانی بیماری ہے، دس بیس سال سے بزرگوں کے پاس آنا جانا ہے، مگر پھر بھی بعضوں کو گناہ کی ایسی عادت ہے کہ بار بار اُن کی توبہ ٹوٹ جاتی ہے، شیطان کہتا ہے کہ میاں بیس سال ہو گئے خانقاہوں میں آتے جاتے، اللہ والوں سے ملتے جلتے، توبہ کرتے ہوئے لیکن پھر بھی تمہارا حال خراب ہے تو ایسے روحانی ناسور کا علاج بھی وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے روئے، بزرگوں کے مشورے پر عمل کرتے رہو، دو رکعات صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہو، ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن ان کا کرم آئے گا اور جب ان کا کرم آئے گا تو پھر آپ کا حال کیا ہوگا، اس کو میں نے ایک شعر میں بیان کیا ہے، یہ اس ہفتہ کا تازہ شعر ہے، جیسے گرما گرم تازہ جلیبی مزیدار ہوتی ہے ایسے ہی تازہ شعر بھی گرم جلیبی کی طرح لذیذ ہوتا ہے، اس شعر میں اللہ تعالیٰ سے دل کے اندھیروں کے دور ہونے کی درخواست کی گئی ہے ؎

ظلمتِ قلب میں وہ نور فروزاں کردے
میرے افکارِ بیاباں کو گلستاں کردے

یعنی یا اللہ! دل کے اندھیروں میں اپنی محبت، اپنے یقین اور خوف کا کوئی چراغ جلادے، گناہوں کے افکار، گناہوں کے تخیلات، اللہ کے غضب اور نافرمانی کے ارادے یہ سب بیاباں ہیں، جنگل ہیں، کانٹے ہیں، یہ پیشاب پاخانے سے بدتر ہیں، ہمارے چین اور سکون کو چھیننے والے ہیں اور اللہ کی محبت کے کارناموں کا کیا کہنا ؎

گلستان است گلستان است گلستاں

اللہ کے راستہ میں تو ہر طرف باغ ہی باغ ہیں، خواجہ صاحب نے جب چند دن تھانہ بھون میں حضرت تھانوی کی صحبتیں اٹھائیں تو فرمایا ؎

میں دن رات رہتا ہوں جنت میں گویا
میرے باغِ دل میں وہ گل کاریاں ہیں

یعنی اللہ کا نام لینے سے وہ انعام ملا گویا میں دن رات جنت میں رہتا ہوں، اللہ کی محبت اور اللہ کے تعلق سے قلب کو چین، سکون اور اطمینان ملتا ہے۔

خدا سے بڑھ کر کوئی باوفا نہیں

دیکھو ماں کی گود میں بچہ کتنے چین سے رہتا ہے، ماں کی گود سے اگر بچہ کو کوئی چھین کر لے جائے تو اس بچہ کا کیا حال ہوتا ہے، ماں باپ کی یاد اسے کس طرح پریشان کرتی ہے، لیکن ماں کی محبت بھی مخلوق ہے، سوائے اللہ کے ہمارے حال پر دائمی رحم کرنے والا کوئی نہیں ہے، ماں باپ کا رحم بھی ان کی ذاتی صفت نہیں اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، اگر اللہ ان سے وہ صفت چھین لے تو ماں باپ بھی رحم کرنے والے نہیں ہیں، جب کلکتہ میں قحط سالی ہوئی اور لوگ بھوک سے

مرنے لگے تو ماں باپ نے بچوں کو کاٹ کر کھالیا تھا، ہاؤڑا میں جب ریل گذرتی تھی تو بچوں کے ڈھانچے راستہ میں پڑے نظر آتے تھے لہٰذا دنیا میں کسی کی محبت کا کوئی بھروسہ نہیں، ایسی اولاد بھی ہم نے دیکھی ہے جو ماں باپ کی موت کی تمنا کرتی ہے، ماں باپ کے قتل کی سازشیں کرتی ہے، ایسی بیویوں کی بھی باتیں سنی ہیں جنہوں نے شوہروں کو زہر دے کر دوسرے آدمی سے شادی کرلی۔ دنیا میں کسی کی محبت کا بھروسہ نہیں ہے مگر ایک اللہ ہے جو زمین کے اوپر بھی ہمارا ساتھ دیتا ہے اور زمین کے نیچے بھی ساتھ دیتا ہے، ایسا باوفا، ایسا پیارا، ایسا محبوب، ہماری جان اور دل کو ایسا آرام سے رکھنے والا کائنات میں کوئی نہیں ہے، ذرا رومانٹک طبقہ کے لوگوں سے پوچھ لو جو یہ سمجھتے ہیں کہ عورتوں کو دیکھنے میں اور عورتوں کے ناچ گانے میں بہت مزہ آتا ہے، ان کی کھوپڑیوں پر قرآن شریف رکھ کر پوچھو کہ تمہاری زندگی کیسی ہے؟ وہ قسم کھا کر کہیں گے کہ جب سے ہم نے روزہ نماز چھوڑا ہے، اللہ سے دور ہوئے ہیں، جہنم میں جل رہے ہیں۔

اُف! کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

اللہ والوں کے دل میں جو چین وسکون ہے وہ بادشاہوں کو کہاں نصیب ہے۔

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ وفا کے سینوں میں اِک نور کا دریا بہتا ہے

اللہ والوں کے سینوں میں نور کا، سکون کا دریا بہتا ہے۔

دعا کی کرامت

تو میں عرض کررہا تھا کہ جسمانی بیماری کے لیے صرف ڈاکٹروں پر اور پیسوں پر بھروسہ مت کرو پہلے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو پھر ڈاکٹر کے پاس جاؤ

اور ڈاکٹر بھی اپنے فن پر ناز نہ کرے، وہ بھی دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر روئے کہ میں نے جتنے مریضوں کو انجکشن لگائے ہیں اور جتنے مریضوں کو کیپسول اور ٹیبلیٹس دی ہیں تو اے اللہ! تو ان کو اپنی رحمت سے شفا دے دے، شفا تیرے ہی قبضہ میں ہے، مریض بھی یہی دعا کر کے ڈاکٹر کے پاس جائیں اور دوا پیتے وقت یہ کہیں کہ اے اللہ اس دوا کو شفا کا حکم دے دے۔

ایک مرتبہ میری شوگر ڈھائی سو کے قریب ہوگئی تھی، میں نے کچھ دوائیں استعمال کیں لیکن دعا بھی مانگی، وہ دعا کیا تھی؟ یا اللہ! اختر آپ کا بندہ اور غلام ہے، اس کا ہر جز آپ کا بندہ اور غلام ہے، لبلبہ بھی آپ کا غلام اور ماتحت اور آپ کی قدرت میں ہے لہٰذا اپنی قدرت سے ہمارے لبلبہ کو حکم دیجیے کہ شکر معتدل پیدا کرے تا کہ ہم آپ کی نعمتیں کھا سکیں، یا اللہ! آپ نے ہم کو حرام چھوڑنے کا حکم دیا لیکن ہم سے حلال نہ چھڑوایئے، اپنی رحمت سے حلال نعمتیں جاری فرما دیجیے اور ہمیں ان نعمتوں کو استعمال کرنے کے قابل بنا دیجیے، گو ہمارا عمل اس قابل نہیں لیکن آپ اپنے کرم کے صدقہ میں ہم نالائقوں پر، نااہلوں پر فضل فرما دیں، میرے لبلبہ کو صحیح کام کرنے کا حکم کر دیجیے اور سارے اعضاء کو بھی سلامت رکھیے اور ایمان کو بھی سلامت رکھیے، بس کیا عرض کروں، الحمدللہ! آج کل خوب آم کھا رہا ہوں اور شکر معتدل ہے۔ میں نے آموں کے لیے اللہ سے خاص طور پر دعا مانگی تھی کیونکہ ہم ہر سال آم کھاتے تھے، اب ڈاکٹر آم چھڑوا رہے ہیں، میں حلال نعمت کے لیے اللہ سے رویا، بعض لوگ کہیں گے کہ یہ آم کے لیے اللہ سے کیوں روئے؟ کیوں صاحب جب حاجی کعبہ شریف آتا ہے تو جنت کے لیے دعا کرتا ہے اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہے لیکن جب واپسی پر گھر کے لیے سامان خرید کر لاتا ہے تو کہتا ہے کہ اللہ میاں کسٹم سے میرا مال بچا دینا۔ تو چھوٹی چیز ہو یا بڑی چیز بندہ اللہ ہی سے مانگتا ہے۔

ایک بزرگ جنگل میں بیٹھے رو رہے تھے، کسی نے کہا حضرت کیوں رو رہے ہیں، فرمایا کہ بھائی! بھوک لگی ہوئی ہے، اس نے کہا کہ آپ بڈھے ہو کر روتے ہو؟ بھوک سے تو چھوٹے بچے روتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ بھائی! بچے تو ابا اماں سے روتے ہیں اور بڈھے اپنے ربا سے روتے ہیں، میں اپنے اللہ کو اپنا رونا دکھا رہا ہوں کہ اللہ میاں بھوک لگی ہے، کہیں سے روٹی دے دیں۔ تو میں نے بھی بندوں سے نہیں کہا، میں بھی اپنے اللہ سے رویا کہ یا اللہ لبلبہ کو حکم دے دیجیے کہ معتدل شکر بنائے حالانکہ اسپشلسٹ ڈاکٹر نے مجھ سے کہا تھا کہ ایک آم سے زیادہ نہ کھانا اور میں نے پیٹ بھر کر آم کھایا اور میری شکر بالکل معتدل ہے۔ اس میں میری بزرگی کا دخل نہیں، بزرگی کا تصور کرنے کو میں حرام سمجھتا ہوں، خدا بچائے کہ کوئی انسان اپنے کو بڑا سمجھے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ ہمارے ناز نہیں اٹھائیں گے تو اور کون سنے گا، ان کے سوا کون ہے جو ہماری آہ و فریاد کو سُنے۔

میں نے یہ قصہ اس لیے سنایا کہ کوئی بھی بیماری لگ جائے، جسمانی ہو یا روحانی، اللہ سے رونا نہ چھوڑیں، چاہے رونے والوں کی نقل ہو، اگر دل میں حقیقت نہ ہو تب بھی رونا نہ چھوڑیں، رونے والوں کی شکل بنانا نہ چھوڑیں، دو رکعات صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر روئیں، بزرگوں کا دامن پکڑے رہیں، جیسے ریل گاڑی کا تیسرے درجہ کا ڈبہ جس کے اسکرو ڈھیلے ہوتے ہیں، چوں چاں کرتا رہتا ہے، سیٹیں پھٹی ہوئی ہوتی ہے لیکن فرسٹ کلاس ڈبہ سے جڑا ہوتا ہے جو اِنجن سے جڑا ہوتا ہے تو جب ریل گاڑی منزل پر پہنچے گی تو تیسرے درجہ کا چوں چاں کرتا ہوا وہ ڈبہ بھی وہیں پہنچے گا جہاں فرسٹ کلاس کا ڈبہ پہنچے گا، اسی لیے اللہ والوں کے دامن سے جڑے رہو بشرطیکہ وہ صحیح معنوں میں اللہ والا ہو، متبع سنت و شریعت ہو اور بزرگانِ دین سے تعلق رکھتا ہو، ان سے مشورہ بھی کیجیے اور دعائیں بھی کرائیے مگر اللہ تعالیٰ سے اپنا رونا نہ چھوڑیئے، یہ آپ کو بہت تجربہ کی بات بتا رہا

ہوں کہ بزرگوں سے بھی دعا کرائیے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میری اصلاح اور گناہ چھوڑنے کی ہمت اور توفیق کے لیے دعا کردیجیے، جن کی ڈاڑھی نہ ہو وہ ڈاڑھی رکھنے کی دعا کرالیں، لیکن کیا بتاؤں بعضوں کو تو اپنے مرض ہی سے عشق ہوتا ہے، خدا نہ کرے کوئی بیمار اپنی بیماری پر ہی عاشق ہوجائے اور کیپسول اور دوا پھینک دے، تو اپنی حاجت کے لیے بزرگوں سے دعا کرائیں، دو رکعات صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر روئیں، اپنی ہر حاجت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں، اپنی اصلاح کے لیے بھی دل لگا کر روئیں، اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل ہی بنالیں ؎

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

رونے والوں کا بھیس یعنی شکل بنا کر پھر اللہ تعالیٰ کے کرم کا تماشہ دیکھو اور اللہ والوں سے، صالحین سے دعا بھی کراؤ۔

اللہ والے کون لوگ ہیں؟

اللہ والے اور صالحین کون ہیں؟ کیا علامت ہے کہ وہ اللہ والے ہیں؟ اللہ والے خود سے نہیں کہیں گے کہ ہم اللہ والے ہیں، جو خود دعویٰ کرتا ہے کہ میں اللہ والا ہوں وہ ہرگز اللہ والا نہیں اور اللہ والوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اللہ والا وہ ہے جو کسی اللہ والے کا صحبت یافتہ ہو، اس کے پاس بیٹھنے والوں کے دینی حالات اچھے ہورہے ہوں، ان کے دلوں میں اللہ کی محبت بڑھ رہی ہو، لوگ گنہگار زندگی سے صالحین کی زندگی اختیار کررہے ہوں، اگر اس کی صحبت میں رہنے والوں کی اکثریت وہاں سے روحانی شفا پارہی ہے تو سمجھ لو کہ وہ اللہ والا ہے لیکن اس سے اپنا روحانی بلڈ گروپ بھی ملالو، جیسے کسی مریض کو خون چڑھانے سے پہلے اس کا بلڈ گروپ ملایا جاتا کیونکہ بغیر گروپ ملائے ڈاکٹر محمد علی کلے

باکسر کا خون بھی نہیں چڑھائے گا، اسی طرح اپنے دل کی مناسبت بھی دیکھ لو کہ اس اللہ والے سے دل ملتا ہے یا نہیں، پھر جس اللہ والے سے مناسبت ہو جائے اس کے پاس آنا جانا رکھو، دو رکعات صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے روؤ اور اپنے بزرگوں سے اپنی اصلاح کی دعائیں کراؤ، ان شاء اللہ تعالیٰ محرومی نہیں رہے گی، غیب سے انتظام ہوگا، جب اللہ تعالیٰ دنیاوی حلال نعمتوں کی دعائیں رد نہیں فرماتے تو جو خدا سے خدا کو مانگتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کیسے محروم رکھیں گے۔

حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! روئے زمین پر اللہ کا کوئی عاشق ایسا نہیں ہوا کہ جس کو خدا نہ ملا ہو، اس کے بعد یہ شعر پڑھا ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

دنیا میں اللہ کا ایسا کوئی عاشق نہیں گذرا جس پر اللہ نے نظر رحمت نہ فرمائی ہو، اے خواجہ! تمہیں خدا کی محبت کا درد نہیں ہے، تمہیں بیوی کا درد ہے، اولاد کا درد ہے، فیکٹری کا درد ہے، کارخانہ کا درد ہے، مالدار بننے کا درد ہے، ساری دنیا کی نعمتوں کا درد ہے، اگر نہیں ہے تو نعمتیں دینے والے اللہ کی محبت کا درد نہیں ہے، نعمت دینے والے کی محبت کا خیال اور فکر جیسی ہونی چاہیے ویسی نہیں ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے درد سے فرمایا ؎

اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن

صبر چوں داری ز رب ذو المنن

اے دنیا والو! تمہاری بیوی اگر کہیں چلی جاتی ہے، بچے کہیں چلے جاتے ہیں تو تم روتے ہو، تارے گنتے ہو، لوگوں سے دعائیں کراتے ہو کہ دعا کرو کہ ہماری بیوی جلد آجائے، ہمارے بچے جلد آجائیں تو تمہیں اولاد اور بیوی پر صبر نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ

کی جدائی پر تمہیں کیسے صبر آجاتا ہے؟ شاندار چائے نہیں ملتی تو بے چین ہوجاتے ہو، کہتے ہو کہ چائے بڑھیا نہیں تھی، آج مزہ نہیں آیا، دنیا کی تو تمام نعمتیں اچھی ہوں، چائے بھی بڑھیا ہو، شکر بھی مناسب ہو، رنگ بھی شاندار ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور ان کا نام لینے کے لیے منہ سوکھ جاتا ہے کہ صاحب وقت نہیں ملتا۔

کافروں کی ایک علامت

جو شخص اللہ کے نام کے بغیر زندہ رہتا ہے میں اس کے لیے اتنا ہی کہتا ہوں کہ خدا ہمارے اور اس کے حال پر رحمت نازل فرمائے، یہ بڑی خطرناک چیز ہے اور کافروں کی علامت ہے۔ کافروں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَ رَضُوۡا بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ اطۡمَاَنُّوۡا بِہَا﴾

(یونس: ۷)

یہ کافر دنیا کی نعمتوں سے مطمئن ہوجاتے ہیں، لیکن مومن کی شان کیا ہونی چاہیے؟ اسے دنیا کی نعمتوں سے مطمئن نہیں ہونا چاہیے، مومن کو اطمینان کس چیز سے ملتا ہے؟

﴿اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ﴾

(رعد: ۲۸)

ان کو اللہ کی یاد سے چین ملتا ہے اور جب کبھی ذکر کی توفیق کم ہوجائے، اللہ کی یاد کی توفیق نہ ہو تو دل بے چین ہوجاتا ہے۔

جیسے اگر کوئی پہلی مرتبہ تمباکو کھاتا ہے تو اسے قے آجاتی ہے، چکر آجاتے ہیں لیکن جب وہ تمباکو تھوڑا تھوڑا بڑھاتا جاتا ہے تو ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ وہ پان تمباکو کا اتنا عادی ہوجاتا ہے کہ اگر ریل کے ڈبے میں اس کا پان اور تمباکو ختم ہوجائے تو وہ سید صاحب یا زمیندار صاحب ڈبہ میں جھاڑو لگانے والے جمعدار اور بھنگی سے کہتے ہیں کہ معاف کیجیے گا میرا تمباکو ختم ہوگیا

ہے، مجھے تھوڑا سا تمبا کو اور پان دے دینا، اگلے اسٹیشن پر تم کو خرید کر دے دوں گا بلکہ لو چند روپے بھی لے لو مجھ سے۔ تو کیا وجہ ہے کہ پان تمبا کو کی تو عادت پڑ جائے لیکن اللہ کے ذکر کی عادت نہیں پڑے گی؟ جب بری چیز کی عادت پڑ سکتی ہے تو کیا اچھی چیز کی عادت نہیں پڑ سکتی؟

ایک صاحب حیدر آباد سندھ کے بڑے رئیس تھے لیکن ان کو اللہ کی یاد سے کوئی تعلق نہ تھا، میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے، حضرت نے ایک ہزار دفعہ اللہ اللہ کا ذکر بتایا، چھ مہینے انہوں نے اللہ اللہ کیا، کہتے تھے کہ شروع شروع میں جی بہت گھبراتا تھا، مگر جمے رہے، چھ مہینے کے بعد مجھ سے کہا کہ اب ذکر میں ایسا جی لگ گیا ہے کہ اب اگر میں ایک ہزار مرتبہ اللہ کا نام نہیں لیتا اور وظیفہ نہیں پورا کرتا تو نیند نہیں آتی ؂

دلِ مضطرب کا یہ پیغام ہے
ترے بن سکوں ہے نہ آرام ہے
تڑپنے سے مجھ کو فقط کام ہے
یہی بس محبت کا انعام ہے

زندگی والے سانس کون سے ہیں؟

ذرا روح کو صحیح غذا دے کر تو دیکھو پھر اللہ کے ذکر کے بغیر چین نہیں ملے گا، اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگتا ہے اُس کی دعا قبول ہوتی ہے یہاں تک کہ شیطان اللہ تعالیٰ سے حالتِ غضب میں مانگ رہا ہے، اسے معلوم بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہیں مگر پھر بھی مانگ رہا ہے کیونکہ اس کو پتہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مغلوب الغضب نہیں ہوتے، وہ تأثر سے پاک ہیں لہٰذا اس نے اللہ تعالیٰ سے کہا اَنۡظِرۡنِیۡ مجھے قیامت تک مہلت دے دیجیے تاکہ میں

آپ کے بندوں کو بہکاؤں۔ ملا علی قاری محدثِ عظیم مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کی جلد نمبر ۸ میں لکھتے ہیں کہ ایک صاحبِ حال نے کہا کہ اگر ابلیس کی قسمت میں شقاوتِ ازلیہ لکھی ہوئی نہ ہوتی تو یہ ظالم اَنۡظِرۡنِیۡ نہ کہتا کہ مجھے اپنے بندوں کو بہکانے کی مہلت دیجیے بلکہ اُنۡظُرۡ اِلَیَّ کہتا کہ اے خدا! میرے اوپر نظر رحمت کر دیجیے، مجھ کو معاف کر دیجیے۔ اس لیے دوستو! اللہ تعالیٰ سے اللہ کو مانگنا، اللہ سے تعلق جوڑنا، یہ زندگی کی حیات ہے، زندگی کی جو سانس اللہ کی یاد میں گذر جائے بس وہی ہماری آپ کی زندگی ہے۔

وہ میرے لمحات جو گذرے خدا کی یاد میں
بس وہی لمحات میری زیست کا حاصل رہے

جو سانس اللہ کے ذکر میں گذر جائے، تلاوت میں گذر جائے، سمجھ لو کہ بس ہماری زندگی کے یہی سانس زندگی والے ہیں، باقی چائے وغیرہ اللہ کی نعمت ضرور ہے مگر افسوس یہی ہے کہ ہم نعمتوں میں زیادہ مشغول ہیں، نعمت دینے والے کی یاد کا تناسب بہت کم ہے، اگر آدھا گھنٹہ، چالیس منٹ بھی انسان مسجد میں بیٹھ جائے اور مسجد اس لیے کہتا ہوں کہ مسجد سے باہر نکل کر لوگ ذکر بُھلا دیتے ہیں، کبھی بیوی بھلا دیتی ہے، کبھی بچے بھلا دیتے ہیں، کبھی دوست بھلا دیتے ہیں، اس لیے کہتا ہوں کہ مسجد میں چالیس منٹ بیٹھ جایئے، ۵۰۰ مرتبہ **لا الٰہ الا اللہ**، ۵۰۰ دفعہ اللہ اللہ پڑھ لیجیے، یا جس کو جس کے شیخ نے جو بتایا ہو اس کی عادت ڈال لیے پھر اس کی برکت سے چائے زیادہ لذیذ ہو جائے گی کیونکہ جب نعمت دینے والے سے تعلق قوی ہوتا ہے تو نعمتوں کے مزے بڑھ جاتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ وابستہ ہوتا چلا جاتا ہے اس کی دنیا بھی لذیذ ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ سے جس کا دل چپکتا چلا جاتا ہے، اس کے دل میں اللہ کی نعمتوں کی لذت کے ذوق کا احساس بھی بڑھتا چلا جاتا ہے، اس حیثیت سے کہ میرے اللہ نے مجھے یہ چائے پلائی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غالب

ہو گئے، چھا گئے اس لیے اس کو ہر چیز میں اللہ ہی نظر آتا ہے۔

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

جب اللہ کی محبت چھا جائے گی تو چائے کے ہر گھونٹ میں مزہ آئے گا، چائے کی پیالی میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات نظر آئیں گی، آنکھوں اور دل میں جب اللہ تعالیٰ ہوتا ہے تو اسے ہر جگہ اللہ نظر آتا ہے کہ یہ چائے میرے اللہ نے پلائی، یہ دودھ میرے اللہ نے پلایا، گنے میں رس اللہ نے ڈالا غرضیکہ ہر نعمت پر وہ اللہ کے گیت گا رہا ہے، اللہ سے اس کا قرب بڑھ رہا ہے، دنیا کی یہ نعمتیں سب آخرت بن جاتی ہیں بشرطیکہ دل پر اللہ کی محبت غالب ہو لیکن اللہ کی محبت غالب کب ہو گی؟ باتیں بنانے سے غالب نہیں ہو گی، آج کل لوگ شیخ کی باتیں اور ملفوظات نقل کر کے سمجھتے ہیں کہ میں بہت بڑا سالک ہو گیا لیکن باتیں بنانے سے اللہ نہیں ملتا۔

کامیابی تو کام سے ہو گی
نہ کہ حسنِ کلام سے ہو گی
ذکر کے التزام سے ہو گی
فکر کے اہتمام سے ہو گی

گناہوں سے دوری ذریعہ حضوری ہے

یہاں ایک شعر اور سنا دوں جس میں نفس کو قابو کرنے کا طریقہ ہے۔

بعض وقت طبیعت میں گناہ کا شدید تقاضا ہوتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں کا سیلاب چلا آ رہا ہے، ایسے وقت میں خواجہ صاحب کے یہ اشعار بڑا کام دیتے ہیں۔

طبیعت کی رَو زور پر ہے تو رُک
نہیں تو یہ سر سے گذر جائے گی
ذرا دیر کو تو ہٹا لے خیال
چڑھی ہے یہ ندی اُتر جائے گی

رَو کے معنیٰ سیلاب کے ہیں ، اگر گناہوں کے خیالات ستارہے ہیں تو جلدی سے ماں باپ کی خدمت میں لگ جاؤ، ان کے سر میں تیل کی مالش کرو، ان کے پیر دباؤ یا کسی اور کام میں لگ جاؤ، دوستوں میں جا کر بیٹھ جاؤ، بعضوں کے لیے تنہائی مفید نہیں ہے، تنہائی تو اللہ والوں کے لیے مفید ہے جو خدا کی یاد میں مست رہتے ہیں اور جو تنہائی میں اپنی اسکیم نمبر ۴۲۰ بناتے ہوں یعنی گناہوں کے خیالات پکاتے ہوں تو ایسے لوگوں کی تنہائی سے بہتر ہے کہ وہ نیک دوستوں میں جا کے گپ شپ لڑالیں، تفریحی باتیں کرلیں اس طرح وہ گناہوں کے خیالات سے نجات پاجائیں گے، اس بات کا تجربہ کر کے دیکھ لیں، جیسے ہی کسی گناہ کا خیال ستائے فوراً اپنے دینی دوستوں میں پہنچ جاؤ، ہنسنا بولنا شروع کردو، آہستہ آہستہ وہ خیال ختم ہوجائے گا اور گناہوں کے قریب نہ رہو، اللہ کے نبی نے گناہوں سے مشرق ومغرب کی دوری مانگی ہے:

﴿اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ﴾

(صحیح بخاری ج: ۱ ، باب ما یقرأ بعد التکبیر ص ۱۰۳)

اے اللہ! میرے اور گناہوں کے درمیان اتنی دوری کردے جتنی مشرق اور مغرب میں ہے، لہٰذا اپنے گردوپیش گناہوں کے اسباب بھی مت رہنے دو، گناہ کے جتنے بھی اسباب ہیں ان سب سے دوری بہت ضروری ہے، گناہوں سے دوری ذریعۂ حضوری ہے۔

پانچ قسم کی دعائیں رد نہیں ہوتیں

آگے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث آرہی ہے، اس حدیث کے بعد مضمون ختم ہورہا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پانچ قسم کی دعائیں رد نہیں فرماتے نمبر(۱) مظلوم کی دعا، مظلوم کی دعا اللہ فوراً قبول کرلیتا ہے۔

ظلم کرنے سے بچنا فرض ہے

اب مظلوم کون ہے؟ اس کو بھی سمجھ لو، کبھی انسان ماں باپ سے لڑ جاتا ہے تو ماں باپ مظلوم ہو گئے، ماں باپ سے بدتمیزی سے بات کر لی، ماں باپ کا دل دُکھ گیا، بس ظلم ہو گیا، دل کا دُکھانا، دل کو ستانا اسی کا نام ظلم ہے، اس سے ساری عبادت ناس ہو جاتی ہے۔ ایک بڑھیا رات بھر عبادت کرتی تھی اور دن بھر روزہ رکھتی تھی مگر زبان کی نہایت خراب تھی، سارا محلّہ اس سے تنگ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هِیَ فِی النَّارِ یہ عورت جہنم میں جائے گی، اب وہ عورتیں بھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں جو اپنے شوہروں کو ستاتی ہیں اور وہ مرد بھی اپنے گریبان میں منہ ڈالیں جو ذرا ذرا سی بات پر بیویوں کو ستاتے ہیں اور اس کی آہ لیتے ہیں حالانکہ وہ بیچاری نمازی بھی ہے، تلاوت بھی کرتی ہے مگر پھر بھی ستائے جا رہے ہیں، اب اگر اس کے آنسو نکل آئے تو جس قدر باپ اپنی بیٹی کی مظلومیت سے غمگین ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ ناراضگی ہوتی ہے ان لوگوں سے جو اپنی بیویوں کو ستاتے ہیں۔ اسی طرح بیوی بھی شوہر کو نہ ستائے۔

ایک عورت زبان کی بہت تیز تھی، اپنے شوہر کو بہت ستایا کرتی تھی، ہر وقت لڑتی رہتی تھی اور شوہر بھی تیز مزاج کا تھا، جہاں بیوی نے زبان کی تیزی دِکھائی اس نے پٹائی شروع کر دی۔ اس عورت نے سوچا کہ شوہر تو میری پٹائی کرتا ہے لیکن اسے اپنی غلطی نظر نہیں آئی کہ میں بھی زبان کی تیز ہوں، وہ فوراً ایک بزرگ کے یہاں پہنچ گئی کہ میرا شوہر میری پٹائی کرتا ہے، مجھے پانی دم کر کے دے دیں، بزرگ نے بوتل میں پانی پر دم کر کے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر تمہاری پٹائی کے لیے ڈنڈا لے کر بڑھے تو تم یہ پانی منہ میں رکھ لینا مگر حلق سے نیچے نہ اُتارنا، یہ دم کیا ہوا پانی جب تک منہ میں رہتا ہے اثر کرتا ہے، اگر حلق

سے نیچے اُتر گیا تو اس کا اثر ختم ہو جائے گا، اب جب اس کی بدتمیزی پر شوہر ڈنڈا اُٹھاتا تو یہ جلدی سے منہ میں پانی لے کر چپ بیٹھ جاتی، شوہر ڈانٹتا تو یہ جواب دینے کے لیے منہ نہیں کھول سکتی کیونکہ منہ میں پانی بھرا ہوا ہوتا، اب شوہر دیکھ رہا ہے کہ پہلے تو یہ روزانہ گستاخی کرتی تھی مگر اب دونوں گال پھلائے منہ میں کچھ لیے بیٹھی رہتی ہے تو اُس کو بھی رحم آ گیا کہ جب یہ بدتمیزی نہیں کرتی تو میں اس کو کیوں ماروں؟ وہ عورت یہ سمجھی کہ دم کیے ہوئے پانی نے کرامت دکھائی اور اس کو مار پٹائی سے نجات مل گئی۔ ایک دن وہ ان بزرگ کے لیے گلگلے پکا کر لے گئی اور کہا کہ حضرت آپ کے دم کیے ہوئے پانی میں بہت اثر ہے، مجھے شوہر کی پٹائی سے نجات مل گئی، وہ بزرگ ہنسے کہ اس کو پتہ ہی نہیں چلا کہ میں نے اس کی زبان کی بدتمیزی کا کیسے علاج کیا۔ غرض بیویوں کو بھی چاہیے کہ اپنے شوہروں کو زیادہ سے زیادہ آرام پہنچائیں، سمجھ لو کہ یہ اپنی جنت کا انتظام ہے۔

عورتوں کا جہاد کیا ہے؟

بعض صحابیات نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مرد جمعہ پڑھتے ہیں ہم پر جمعہ فرض نہیں ہے، مرد جہاد کرتے ہیں ہمیں جہاد کا بھی موقع نہیں، مرد عید، بقرہ عید کی نماز پڑھتے ہیں، ہم پر واجب نہیں ہے، ہمارا کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم شوہروں کی خدمت کرو یہی تمہارا جہاد ہے، یہی تمہارا جمعہ اور عید، بقر عید ہے، شوہروں کی خدمت سے تمہاری سب کمی پوری ہو جائے گی لہٰذا گھر میں جھاڑو لگانا، ناشتہ، چائے، کھانا پکانا یہ عبادت سمجھ کر کرو۔

بعض عورتیں اپنے شوہروں سے بدتمیزی کرتی ہیں، انہیں چائے ناشتہ وقت پر نہیں دیتیں، وقت پر ان کی خدمت نہیں کرتیں جس سے شوہر کا دل

دُکھتا ہے، شوہر بیچارا رات بھر غمگین لیٹا ہوا ہے اور یہ تہجد پڑھ رہی ہیں، بعض عورتوں کو دیکھا گیا کہ جب شوہر نے ان کو ڈانٹا اور کہا کہ اچھا ابھی میں تسبیح لیتا ہوں، اللہ سے فریاد کرتا ہوں تو عورت نے بھی کھٹا کھٹ تسبیح گھمانی شروع کر دی کہ دیکھیں کس کی دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ لیکن یاد رکھو! حدیث میں ہے کہ اگر کسی کا شوہر ناراض سو گیا تو عورت چاہے رات بھر تہجد پڑھے اس پر اللہ کی لعنت برستی رہتی ہے، جس عورت کا شوہر ناراض سو جائے وہ چاہے تلاوت یا جو بھی عبادت کرے اللہ کی لعنت اس پر برستی رہتی ہے، حوریں اس کو لعنت کرتی ہیں کہ ظالم! یہ کچھ دن کے بعد میرے پاس آنے والا ہے، چند دن کے لیے تیرے پاس امانت ہے، تو کیوں اسے ستا رہی ہے۔ پس اگر کسی نے اپنے شوہر کا دل دُکھایا تو وہ شوہر بھی مظلوم ہے اور مظلوم کی بددعا سے بچنا چاہیے۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مظلوم کی بددعا سے بچنا چاہیے کیونکہ وہ فوراً قبول ہو جاتی ہے۔ لہٰذا کسی پر ظلم نہ کرو۔

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ایک بدکار عورت نے دیکھا کہ ایک کتا پیاس سے مر رہا تھا، قریب ہی ایک کنواں تھا مگر اس میں رسی یا ڈول نہیں تھا:

﴿فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهٗ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَلَهَا بِذٰلِکَ﴾

(صحیح بخاری ج: ۱ کتاب بدء الخلق باب اذا وقع الذباب فی شراب)

اس عورت نے اپنا موزہ نکالا پھر اسے اپنے دوپٹے سے باندھ کر کنویں میں ڈالا اور اس میں پانی بھر کر کتے کو پلایا جس سے وہ زندہ ہو گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِس عمل سے اُس بدکار عورت کی مغفرت ہوگئی، دیکھو! ایک کتے کو خوش کرنے پر، اللہ کی مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق پر اس کی مغفرت ہوگئی، آج ہمارا اپنے مسلمان بھائیوں سے کیا معاملہ ہے؟ کتے کو پانی پلانے سے تو وہ

بدکار عورت جنتی ہوگئی اور ہم اپنی بیویوں کو ستا رہے ہیں، بیویاں شوہروں کو ستا رہی ہیں، مسلمان بھائی دوسرے بھائی سے لڑ رہا ہے، کیا حال ہے ہمارا؟ اس کا خاص خیال رکھو کہ کسی پر بھی ظلم نہ کرو، میں اپنے دوستوں سے بار بار کہتا ہوں کہ نہ شوہر عورت پر ظلم کرے، نہ عورت اپنے شوہر پر ظلم کرے حتیٰ کہ چیونٹیوں پر بھی ظلم نہ کرو، دیکھ کر چلو کہ کوئی چیونٹی میرے پیر کے نیچے تو نہیں آرہی ہے، جان بوجھ کر کسی چیونٹی پر پاؤں نہ رکھو۔ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب انسان کسی چیونٹی پر پیر رکھتا ہے تو اس کا وہی حال ہوتا ہے جو ہاتھی کے پیر رکھنے سے انسان کا ہوتا ہے۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پانچ قسم کی دعائیں رد نہیں فرماتے، ایک مظلوم کی دعا رد نہیں فرماتے، دوسرے حاجی کی دعا رد نہیں ہوتی جب تک کہ وہ گھر واپس نہیں آجاتا۔

فرض حج نہ کرنے پر وعید

یہاں یہ بات بتانا ضروری ہے کہ بعض لوگوں پر حج فرض ہوتا ہے لیکن وہ اسے ادا کرنے میں لاپرواہی کرتے ہیں بعض مال کی محبت سے اور بعض دوسری وجوہ سے۔ تو خوب سمجھ لیجیے کہ جس پر حج فرض ہے اور وہ بغیر کسی عذر اور مجبوری کے حج میں تاخیر کرتا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بددعا فرماتے ہیں کہ یہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔ کتنی سخت وعید ہے لہٰذا جس پر حج فرض ہو چکا ہے اسے جلدی کرنی چاہیے۔

تیسرے نمبر پر مجاہد کی دعا رد نہیں ہوتی، جب تک وہ جہاد سے واپس نہیں آجاتا اس کی دعا قبول ہوتی ہے، نمبر ۴۔ مریض کی دعا رد نہیں ہوتی، ڈاکٹروں کو مریضوں کی دعا لینے کا زیادہ موقع ملتا ہے لہٰذا جب وہ مریض دیکھنے جائیں تو مریض سے اپنے لیے دعا کرائیں اور اس سے کہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو شفا

دے اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھیں:

﴿اَسْاَلُ اللہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ﴾

(سنن ابی داؤد ج: ۲، باب الدعاء للمریض عند العیادۃ ص ۸۶)

اس کا مطلب ہے کہ میں سوال کرتا ہوں اللہ عظیم سے، عرشِ عظیم کے رب سے کہ وہ تم کو شفا دے، حدیث میں آتا ہے کہ مریض کے پاس اس کو پڑھ لیا جائے تو اگر اس کی زندگی مقدر ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہت جلد شفا دے دیتے ہیں۔

میرے بیٹے مولانا مظہر میاں کو بخار تھا، مولانا ابرار الحق صاحب ڈھاکہ میں تھے اور اختر بھی وہیں تھا، حضرت سے میں نے عرض کیا کہ حضرت میرے بیٹے کو بخار ہو رہا ہے، حضرت نے فرمایا کہ ٹیلی فون ملاؤ، ڈھاکہ سے کراچی ٹیلی فون ملایا گیا اور حضرت نے ٹیلی فون پر یہ دعا سات مرتبہ پڑھی، جب میں واپس کراچی آیا تو مظہر میاں نے کہا کہ دعا پڑھتے ہی بخار بھاگنے لگا، ڈاکٹروں کو خاص طور سے یہ دعا نوٹ کر لینی چاہیے اور مریض سے کہنا چاہیے کہ تم بھی ہمارے لیے دعا کرو کیونکہ مریض کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ شفا نہ پائے، مریض کی دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں لہٰذا مریض سے دعا کی درخواست کرنی چاہیے، اور نمبر پانچ یہ کہ اللہ تعالیٰ بھائی کی دعا بھائی کے لیے رد نہیں فرماتے جبکہ وہ اس کے لیے غائبانہ دعا کرے، اس لیے ہمارے بزرگوں کا دستور ہے کہ سب سے کہتے ہیں کہ بھائی ہمارے لیے دعا کرنا کیونکہ غائبانہ دعا جلد قبول ہوتی ہے۔

کون سی دعا جلد قبول ہوتی ہے؟

اب دعا کی ان پانچوں قسموں میں کس دعا کی رفتار زیادہ تیز ہے، دعا کی پانچ ٹرینوں کا جو تذکرہ ہوا، ان میں کون سی ٹرین منزل پر جلد پہنچتی ہے؟ اس کا فیصلہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:

﴿اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَاءِ اِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ﴾
(ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ)

بھائی کی دعا جو بھائی کے لیے غائبانہ کی جائے وہ سب سے زیادہ جلد قبول ہوتی ہے یعنی اس کا مسلمان بھائی اس کے پاس موجود نہیں ہے پھر بھی اس کے لیے دعا کر رہا ہے تو ایسی دعا فوراً قبول ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب کوئی اللہ والوں کے پاس کثرت سے آنا جانا رکھتا ہے تو اللہ والے اس کے لیے اپنی دعا کی رفتار اور زیادہ تیز کر دیتے ہیں کیونکہ اسے بار بار دیکھنے سے اس کی یاد اور زیادہ آتی ہے، لہٰذا اللہ والوں سے بھی دعا کے لیے کہتا رہے اور دوسرے لوگوں سے بھی دعا کراتا رہے، بڑے بھی اپنے چھوٹوں سے دعا کے لیے کہتے ہوئے نہ شرمائیں، اُستاد شاگرد سے، شیخ مرید سے اور باپ بیٹے سے دعا کرائے، اپنے چھوٹوں سے دعا کرانا بھی سنت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمرہ کرنے جا رہے تھے، انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں عمرہ کر آؤں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اَیْ اُخَیَّ اَشْرِکْنَا فِیْ دُعَائِکَ وَ لَا تَنْسَنَا﴾
(سنن ترمذی، ج: ۲ ابواب الدعوات)

اے میرے بھائی! مجھے اپنی دعاؤں میں شریک رکھنا، بھولنا نہیں، تو بتاؤ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا کے لیے فرما رہے ہیں لہٰذا اپنے چھوٹوں سے بھی دعا کراؤ، سب سے جلد دعا اس کی قبول ہوتی ہے جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے غائبانہ کرے۔

جمعہ کی سات سنتیں

اب جمعہ کی سات سنتیں سن لیجیے، جو ان پر عمل کرے گا تو مسجد تک

پہنچنے میں جتنے قدم اٹھائے گا، ہر قدم پر ایک سال کی نفل نمازوں کا اور ایک سال کے نفل روزوں کا ثواب ملے گا مثلاً اگر کسی کی مسجد پچاس قدم کے فاصلہ پر ہے تو پچاس سال کی نفل نمازوں کا اور پچاس سال کے نفل روزوں کا ثواب ملے گا اور ان سات باتوں پر عمل کرنا بہت آسان ہے۔ یہ حدیث صحاح کی چار کتابوں ابن ماجہ، ترمذی شریف، نسائی شریف اور ابوداؤد شریف میں منقول ہے۔ اب وہ سات اعمال سن لیجیے:

(۱) غسل کرنا

(۲) اچھے کپڑے پہننا

(۳) مسجد جلد جانے کی فکر کرنا

(۴) مسجد پیدل جانا

(۵) امام کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرنا

(۶) خطبہ کو غور سے سننا

(۷) کوئی فضول اور لغو حرکت نہ کرنا

بعض لوگ مسجد آتے ہیں تو باتیں شروع کردیتے ہیں، مسجد بات کرنے کی جگہ نہیں ہے، اپنی عبادت میں لگ جایئے۔ جمعہ کی یہ سات سنتیں ہیں، ان کے علاوہ جمعہ کے دن عطر اور سرمہ لگانا بھی سنت ہے اور محدثین نے عطر لگانے کا جو طریقہ بتایا وہ بھی سمجھ لیجیے، شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ جن کے والد نے ان کو نصیحت کی تھی کہ پسرم ملائے خشک و ناہموار نباشی اے میرے بیٹے! خشک اور ناہموار ملا نہ بننا، بے تربیت نہ رہنا، کسی اللہ والے مربی سے تعلق جوڑنا، تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عطر دائیں، بائیں دونوں طرف لگاؤ، تاکہ داہنے اور بائیں دونوں طرف کے مسلمان محظوظ ہوں، مسلمان کو خوش کرنا بھی عبادت ہے، ثواب ہے اور پھر دونوں طرف کے فرشتے

بھی خوش ہوں گے لہٰذا دونوں طرف عطر لگائیں۔ حدیث شریف میں جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کی بھی فضیلت آئی ہے، لہٰذا اس دن عام دنوں سے زیادہ درود شریف پڑھیں، اور ایک فضیلت غیر اختیاری ہے اور وہ جمعہ کے دن کی موت ہے، جس کو جمعہ کے دن موت آئے گی چاہے دن میں یا رات میں تو قیامت تک اس کو عذابِ قبر سے نجات مل جائے گی گو بعض محدثین نے لکھا ہے کہ صرف جمعہ ہی کے دن عذاب نہ ہوگا، لیکن ملا علی قاری محدثِ عظیم فرماتے ہیں کہ حدیث مطلق ہے، اس میں صرف جمعہ کے دن عذاب نہ ہونے کی قید نہیں ہے، لہٰذا نظراً اِلیٰ فَضْلِ الْمَوْلیٰ مولیٰ کے فضل پر نظر رکھتے ہوئے حدیث کو مطلق رکھنے کی تاویل اولیٰ ہے یعنی جس کو جمعہ کے دن موت آئے گی اسے قیامت تک کے لیے قبر کے عذاب سے نجات مل جائے گی، لیکن یہ غیر اختیاری نعمت کیسے حاصل ہوگی؟ کیا جمعہ کے دن پھندا لگانے سے؟ نہیں! خودکشی تو حرام ہے لہٰذا بس اللہ تعالیٰ سے مانگے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانگا تھا:

﴿اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ﴾

اے اللہ! اپنی راہ میں میری شہادت مقدر کر دے اور میری موت اپنے نبی کے شہر میں مقدر فرما۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی بھر یہ دعا مانگتے رہے، ان کی یہ دونوں دعائیں قبول ہوگئیں، شہید بھی ہوئے اور اللہ کے نبی کے شہر میں آپ کے بالکل پاس روضہ مبارک میں دفن ہوئے۔

جمعہ کے دن بعض وقت قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے، دونوں خطبوں کے درمیان میں بھی دعا قبول ہوتی ہے مگر شرط یہ ہے زبان سے دعا نہ مانگیں دل میں مانگیں۔ فقہاء کرام کا قول ہے اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ فَلَا صَلٰوۃَ وَ لَا کَلَامَ جب امام خطبہ کے لیے منبر کی طرف چل پڑے تو پھر نہ بات کرنا جائز ہے نہ سنت یا نفل وغیرہ پڑھنا جائز ہے۔ اگر کوئی سنتیں شروع کر چکا ہے تو دو رکعت پر سلام

پھیر دے، اگر چار پوری کرے گا تو شریعت کے خلاف کام کرنے کی وجہ سے چاروں رکعات کا دُہرانا واجب ہے، دوسری بات یہ کہ جب امام خطبہ کی حالت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نامِ مبارک پڑھے تو اس وقت بھی کسی کے لیے بلند آواز سے درود شریف پڑھنا جائز نہیں ہے، دل میں پڑھ سکتا ہے۔ بعض لوگ مسجد میں خطبہ کے وقت بلند آواز سے درود شریف پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، یہ جائز نہیں ہے، ناجائز کام کرنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے، جن پر درود بھیج رہے ہو ان کی نافرمانی کر کے ان کو ناراض کر رہے ہو البتہ خطبہ کے وقت دل میں درود شریف پڑھ سکتے ہیں مگر زبان نہ ہلے۔ بعض لوگ پہلے خطبہ کے دوران ہاتھ باندھ کر بیٹھتے ہیں اور دوسرے خطبہ میں رانوں پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں، اس کا بھی کہیں ثبوت نہیں ہے، علماء محققین فرماتے ہیں کہ التحیات کی طرح بیٹھنا مستحب ہے، لیکن مستحب ہے ضروری نہیں ہے، اگر کسی کے گھٹنوں میں درد ہے تو جس طرح چاہے بیٹھے، لیکن اگر بہت زیادہ اعلیٰ مقام حاصل کرنا ہے تو مستحب یہی ہے کہ التحیات کی طرح بیٹھے اور دونوں ہاتھ رانوں پر ہوں۔

اب دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا مقبول اور محبوب بنا دیں، اپنی محبت عطا فرما دیں، یا اللہ! ہماری زندگی اپنی دوستوں کی زندگی سے آشنا کر دیں، یا اللہ! ہمارے دلوں کی خباثتیں، گندگیاں دور فرما کر ہمارے سینوں میں اللہ والا دل داخل فرما دیں، ہمیں اپنا دردِ محبت عطا کر دیں، ہمارے گھروں میں جو پریشانیاں ہیں سب کو دور فرما دیں، جتنی نافرمانیاں ہیں سب دور فرما دیں، یا اللہ! ہماری ظاہری اور باطنی دونوں زندگیوں کو اللہ والی زندگی سے تبدیل فرما دیں، اس مجلس کو قبول فرما لیں، ہماری ماں، بہن، بیٹیاں جو آئی ہوئی ہیں اور یا اللہ! ہمارے دوست احباب جو جمع ہیں، کسی کو محروم نہ فرمایئے، ہم سب کو اپنے اولیاء صدیقین میں شامل فرما لیجیے، اپنے دستِ کرم سے ہمیں جذب کر کے اپنا بنا لیجیے۔

دست بکشا جانب زنبیل ما
آفرین بر دست و بر بازوئے تو

اے اللہ! ہمیں جسمانی اور روحانی دونوں صحت عطا فرمائیے، ہماری دنیا بھی بنا دیجیے اور آخرت بھی بنا دیجیے، جنہیں جو دکھ اور غم ہیں یا اللہ ہمیں نہیں معلوم لیکن آپ سب کے دکھ درد کو، غم، پریشانیوں کو اور روحانی جسمانی تکلیفوں کو جانتے ہیں آپ اپنی رحمت سے ہم سب کی جسمانی، روحانی، ظاہری اور باطنی تمام بیماریاں دور فرما دیجیے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ
مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❋❋❋

بابِ رحمت پر ترے اے شاہِ جہاں
دے رہا ہوں دستکِ آہ و فغاں
جانِ مہجوراں کو از راہِ نہاں
جذب کرلے اے مرے جذابِ جاں

(عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)